سفری یادداشتیں

السفرالی قسطنطنیہ/ ترکیا......

اور جب ہم میزبانِ رسول ﷺ کے مہمان بنے............

اک زمانہ سے یہ خواہش تھی کہ مکہ و مدینہ، شام واردن و مصر میں حضور ﷺ کے صحابہ کرام کے مزارات کی زیارت تو ہو چکی ......مگر حضور ﷺ کے ایک صحابی جو بہت ہی معروف و مشہور ہیں اور جن کے گھر کی زیارت ہم مدینہ طیبہ میں ۱۹۸۰ میں کر چکے ہیں ......ان کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ میں حضور کے میزبان تھے......اللہ کے نبی کی مامور من اللہ اونٹنی جن کے گھر کے سامنے باذنِ ربہا بیٹھ گئی تھی......اور جو فتح قسطنطنیہ کے لئے لشکر اسلام میں شامل ہو کر قلبِ یورپ میں پہنچے تھے......وہ جن کا مزار استانبول میں ہے......کاش ان کے مقام کی زیارت ہو جائے اور قونیہ میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا کوئی موقع بنے............

الحمدللہ علی احسانہ سفر لبنان کے موقع پر یہ سعادت بھی حاصل ہو گئی اور............ ہفتہ کے روز بعد از ظہر ساڑھے تین بجے بیروت سے ترکش ائرلائن کے ذریعہ ہم استانبول روانہ گئے اتاترک ائر پورٹ پر برادر ضیاء اللہ نے مجھے لیا جو کہ عثمان علی کا دوست ہے عثمان اور ضیاء اللہ دونوں یہاں ترکی میں زیر تعلیم ہیں اور دونوں کا تعلق عیسیٰ خیل میانوالی سے ہے......ان سے میری واقفیت اسلام آباد میں موجود رضا مصطفیٰ بھائی کے ذریعہ ہوئی ......جو ترکی آتے جاتے رہتے ہیں......عیسیٰ خیل سے ہمارا ایک مذہبی وثقافتی تعلق ہے ......عیسیٰ خیلوی نے اپنی گائکی کے ذریعہ اپنے علاقے کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچادیا......مگر ہم عطاء اللہ عیسیٰ خیلوی کے منظر عام پر آنے سے قبل عیسیٰ خیل کا ایک دورہ کر چکے تھے جس کا اہتمام ہمارے کرم فرما اس وقت انجمن طلبہ مدارس عربیہ کے سیکرٹری نشر و اشاعت اور آج کل جماعت اہل سنت میانوالی کے رہنما علامہ حافظ اللہ وسایا ثانی (ارشد) نے کیا تھا......قاری غلام رسول (ڈمڑھا) بھی ہمارے ساتھ تھے......عیسیٰ خیل سے ہمارا مذہبی و روحانی رشتہ ہمارے استاذ

گرامی حضرت علامہ شیخ الحدیث ابوالطاہر محمد رمضان صاحب کے واسطے سے بھی ہے جو اسی تحصیل کے ایک شہر قمر مشانی سے تعلق رکھتے تھے پھر کراچی میں سیٹل ہو گئے نیز مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی (مجرد) بھی عیسی خیل ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ترکی کے استانبول ائیر پورٹ پر ملنے والا یہ عیسی خیلوی نوجوان ہمارے لئے فرسٹ ایڈ ثابت ہوا......اور جہاں کہیں یارے من ترکی و من ترکی نمی دانم والا معاملہ ہوتا یہ ترجمان بن جاتا...........

ترکی یورپ میں قیام

ائرپورٹ سے ہم میٹروٹرین کے ذریعہ استانبول کے اس علاقہ میں پہنچے جو یورپ کہلاتا ہے...... یہاں ہماری ملاقات شیخ ابراہیم شامی سے ہوئی ۔ابراہیم ہمیں ٹرین کے فاتح اسٹیشن پر مل گئے وہیں پر ضیاء اللہ بھی آ گئے تھے چنانچہ وہ ہمیں ٹیکسی کے ذریعہ مسجد اسماعیل آغا لے آئے جہاں ہمارے قیام کا بندوبست شیخ محمود آفندی کے وقف (گیسٹ ہاؤس) میں ہے ...... یہاں ہم پہنچے تو عشاء کی نماز کا وقت ہو چکا تھا عصر کی نماز ہم نے بیروت ائرپورٹ پر تین بجے پڑھ لی تھی ......مغرب رہتی تھی سو ہم نے یہاں آکر قضا کی اور عشاء جماعت سے مل گئی......ہمیں ہمارے ساتھی فارس نے بتایا کہ ہم شیخ محمود آفندی کی جماعت کے مہمان ہوں گے......

نماز کے بعد ہمیں جامع مسجد اسماعیل آغا کے بعد والی گلی میں واقع گیسٹ ہاؤس میں دو کمرے کا ایک مکمل فلیٹ رہنے کو مل گیا ......جس میں فرج' سے لے کر کچن کا سارا سامان اور باتھ روم کے صابن شیمپو اور ہر طرح کے ضروری لوازمات موجود ہیں ......اندر گرم پانی والے ہیٹر لگے ہوئے ہیں سردی یہاں کچھ زیادہ ہے......اس مسجد میں نمازیوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی ......اور اکثریت سفید ترکی عماموں میں تھے معلوم ہوا کہ یہ نقشبندی سلسلے کے لوگوں کی مسجد ہے جہاں آس پاس بکثرت اسی نوع کے لوگ آباد ہیں ......لباس میں پینٹ قمیص یا کرتہ اور اس کے اوپر ایک لمبا سا کوٹ نما جبہ......جو سامنے سے مکمل کھلا ہوتا ہے......

دورۂ حدیث میں شرکت

رہائش اختیار کر لینے کے بعد ہمیں وضو وغیرہ تازہ کر کے قریب ہی موجود ایک مسجد جانا تھا جس کا نام مسجد مراد آغا ہے......اس میں عشاء کی نماز کے بعد ہفتے میں تین دن حدیث شریف کا درس ہوتا ہے

......یہ درس الشیخ ابراہیم الاحسائی دیتے ہیں جن کا تعلق سعودی عرب کے علاقہ الاحساء (یا حساء) سے ہے......یہ سنی حنفی عالم ہیں اور یہاں ترکی میں عرصہ سے مقیم ہیں......ہم چند منٹ میں مسجد پہنچ گئے جہاں درس شروع تھا ......اور اس وقت بخاری کی کتاب المغازی کی چند حدیثیں مکمل ہونے کے بعد صحیح مسلم سے کتاب الامارہ شروع ہوئی۔کوئی پچاس کے لگ بھگ طلبہ تھے جن میں ہر عمر کے لوگ تھے......ان کے علاوہ سننے کے لئے سامعین بھی آتے اور بیٹھتے گئے کوئی نصف یا پون گھنٹے تک درس رہا بالکل ایسے جیسے ہمارے ہاں دورہ حدیث ہوتا ہے......طلبہ باری باری عبارت پڑھتے اور شیخ تشریح کرتے جاتے......ہمیں اپنے دورہ حدیث کا زمانہ یاد آ گیا......جب ہم اپنے استاذ گرامی قدر حضرت علامہ ابوالطاہر محمد رمضان (رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے مؤدب بیٹھ کر عبارت پڑھتے اور استاذ محترم شرح بیان فرمایا کرتے ......یہ ہماری دارالعلوم حنفیہ غوثیہ طارق روڈ کراچی میں زیر تعلیم رہنے کے دور کی بات ہے۔

فرق اس درس اور ہمارے دورہ حدیث میں یہ تھا کہ یہ عربی میں ہو رہا تھا کہیں کہیں ضرورتاً ، ترکی میں بھی تشریح کردی جاتی تھی ...... جبکہ ہمارا دورہ حدیث متنِ حدیث کے علاوہ مکمل اردو ہی میں ہوا کرتا......ترکی کے اس درس میں شریک طلبہ میں سے اکثر کے سامنے کتاب کی بجائے کمپیوٹر (لیپ ٹاپ۔ٹیبلٹ اور بڑے بڑے سیل فون تھے بعض کے پاس کتابیں بھی تھیں) تاہم شیخ کے سامنے کتاب تھی......اور ہمارے ہاں کتابیں ہی کتابیں ہوا کرتی تھیں اور وہ بھی جہازی سائز کی (سیل فون کا زمانہ نہ تھا)..........ان کتابوں سے عبارت پڑھنا ہمارا کام اور تشریح کرنا استاذ صاحب کا فرض منصبی تھا......ہم احادیث پڑھتے جاتے اور استاذ گرامی جہاں ضرورت محسوس فرماتے تشریحات بیان فرماتے جاتے ۔یادش بخیر علامہ ظہیرالدین بھٹی' مولانا محمد اکرم' قمر بھائی ،اورکئی دیگر ساتھی دورے میں ہمارے شریک سبق تھے..........شیخ ابراہیم احصائی نے کہیں کہیں احادیث کی تشریح بھی کی اور خوب کی......اور جتنی حدیثیں اس مجلس میں پڑھائیں ان کی روایت کی اجازت بھی دے دی......موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا محمد ابراہیم اور دیگر ساتھیوں نے جوان کے شاگرد ہی تھے ہمارا تعارف کرایا......بہت خوش ہوئے......ہم نے سوال کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ علم الحدیث کے مطابق سماعِ حدیث سے بھی تلمذ ثابت ہو جاتا ہے اور مناولہء حدیث کی یہ بھی ایک صورت ہے......انہوں نے فرمایا ایسا ہی ہے تمام محدثین کی روایت کردہ اکثر

حدیثیں اسی طرح سماع ہی سے ثابت ہیں اور روایت ہوئی ہیں......ہم نے عرض کی کہ تب تو ہمیں بھی آپ کے تلمذ کا شرف حاصل ہوگیا......انہوں نے محبت سے معانقہ کرتے ہوئے فرمایا یہ تو ہماری سعادت ہے کہ ملک پاکستان سے کوئی عالم ہم سے ملنے آیا ہے......پھر آمد کی وجہ اورغرض پوچھی تو ہم نے کہا وجہ......شوقِ زیارتِ سلطان ایوب..........اورغرض حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ومولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہے......ملاقات (لقاء) کے لفظ پر وہ بہت ہی خوش ہوئے......کہا اولیاء اللہ کے ہاں صرف مزار کی زیارت کے ارادہ سے آنا کچھ نہیں بلکہ ملاقات کی نیت سے آنا اصل ہے......اورالحمد للہ کہ آپ اس فرق کو خوب جانتے ہیں......ہم نے کہا آپ فارسی تو جانتے ہوں گے مجھے اس وقت ایک فارسی کا شعر یاد آرہا ہے......اجازت ہوتو پیش کروں'فرمایا ضرور......ہم نے یہ شعر پیش کیا..........

مرا زندہ پندار چوں خویشتن..........من آیم بجاں گرتو آئی بتن

شیخ اس شعر پر جھوم جھوم گئے......اور ہم ان سعودی شیخ (عالم) کی اس خوش عقیدگی پر......حیرت زدہ۔
شیخ نے پھر کہا جو مہمان حضرت ابو ایوب انصاری کا ہو ہم اس کے خادم ہیں......لہذا اب آپ بے فکر ہوجائیں آپ کو کسی ہوٹل میں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں آپ کے قیام وطعام کا انتظام محمود آفندی کے گیسٹ ہاؤس میں کردیا گیا ہے......جتنے دن آپ رہنا چاہیں شوق سے رہیں..........شیخ نے تحفہ میں عمدہ قسم کی کھجوریں عنایت فرمائیں اور کہا آج ہی مدینہ منورہ سے کوئی ساتھی لایا ہے......

یہ مختصر سی ملاقات بہت شاندار رہی ......بوقت رخصت انہوں نے فرمایا جن احادیث کا آپ نے سماع کیا ان کی بھی اور دیگر احادیثِ مسلم کی روایت کی ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں......کما اجازنا مشائخنا الکرام..........ہم نے شکریہ ادا کیا......اور دست بوسی کا شرف پایا۔

ہماری ملاقات اور درس کے بعد شیخ سے ملنے والوں کا ہجوم ہوگیا......اور پھر خواتین کی بڑی تعداد شیخ سے ملاقات کے لئے جو باہر منتظر تھی مردوں کے مسجد کے اندرونی ہال سے نکلنے کے ساتھ ہی اندر آ گئی......اور ہم شیخ سے ملاقات کے بعد اپنی رہائش گاہ چلے گئے......رات ہی کو یہ بات ابراہیم سے طے ہوگئی کہ صبح پانچ بجے وہ گاڑی لے کر آئیں گے اور ہم یہاں نماز ادا کرنے کی بجائے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار شریف سے ملحق مسجد ابی ایوب میں نماز فجر ادا کریں گے......

اتوار..........

☆ماضی فات وما ذهب مات فلا تفكر فيما مضى فقد ذهب وانقضى.☆

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری

ٹھیک پانچ بجے ابراہیم گاڑی لے کر آ گئے اور ہم تو روڈ پر ہی کھڑے تھے فورا ساتھ ہولئے اور فجر کی نماز سے پہلے ہی ہم مسجد ابی ایوب پہنچ گئے اس علاقے اور مسجد کو سلطان ایوب کہتے ہیں ......ہم سے پہلے اتنے لوگ آ چکے تھے کہ اندر کا ہال مکمل بھر چکا تھا......اور ہمیں اوپر بالکونی میں بمشکل تمام بیٹھنے کی جگہ ملی' حالانکہ ہم بھی اول وقت میں آ گئے تھے، لاوڈ اسپیکر پر تلاوت کلام حکیم باری باری قراء نے جاری رکھی اور سورہ یسین مکمل کی پھر دعاء ہوئی اور اس کے بعد نماز سے پہلے ایک دعاء مزید اور درود وسلام اور پھر اقامت ....

نماز کے بعد بھی درود وسلام اذکار مسنونہ اور پھر دعاء......دعاء کے بعد اجتماعی طور پر سب نے حضرت ابوایوب انصاری (خالد بن زید) رضی اللہ عنہ کے حضور ان کے مزار شریف کی طرف رخ کر کے امام صاحب کی قیادت میں سب نے باادب کھڑے ہو کر سلام پیش کیا......امام صاحب نے دعاء کروائی' فاتحہ ہوئی پھر ہر کوئی اپنے اپنے گھر کو چل دیا فجر کی نماز اتنی تاخیر سے ہوئی کہ سلام پھیرنے کے پندرہ منٹ بعد سورج طلوع ہو گیا اور ہم نے اشراق پڑھ لی۔ اشراق پڑھ کر ہم قریب ہی واقع ایک پہاڑی پر گئے جس پر تاریخی نوعیت کے مقبرے اور عصر جدید کے لوگوں کی قبریں بھی ہیں ......یہاں ہمارے ساتھی جناب ابراہیم کے پیرومرشد کا مزار بھی ہے وہ وہاں فاتحہ کے لئے جانا چاہتے تھے ان کے مرشد کا نام سید عبدالقادر عیسی الحلبی ہے اور ان کا وصال ۱۹۹۱ میں ہوا......ان کے بقول یہ ایک صاحب کشف وکرامت عالم دین گزرے ہیں۔ فاتحہ پڑھ کر کچھ دیر کے لئے ہم مزار کے پاس رک گئے ......اور پہاڑی سے شہر کا نظارہ کیا......راستہ میں صاحب الملتقی الابحر اور علامہ ابو سعود صاحب تفسیر ابی سعود کا مزار شریف بھی ہے......ہم نے تفسیر ابی سعود کوئی دس برس پہلے خریدی تھی مگر صاحب تفسیر سے ملاقات آج ہوئی، شاید اس تفسیر کے خریدنے، مطالعہ کرنے اور محفوظ رکھنے کی برکت سے ایسا ہو گیا......ورنہ ہمارے وہم وگمان بھی نہ تھا کہ وہ یہاں آرام فرما ہیں......

یہاں قبرستان میں سب سے اونچی جگہ ترکی کا لال ہلالی پرچم (سرخ رنگ کا جھنڈا) لہرا رہا ہے......
ہم نے کہا شاید موجودہ حکمرانوں کا اصحاب قبور پر بھی حکمرانی کا شوق ہے......لیکن ہمارے ساتھی نے بتایا کہ یہاں متعدد وزراء اور سرکاری عہدیداران' رؤسائے شہر عمائدین کی قبریں ہیں ان کے اعزاز

کے طور پر جھنڈا نصب ہے اور یہ شہر کا مہنگا ترین قبرستان ہے...... یہاں قبریں پختہ ہیں اور ہر قبر پر کتبہ ہے قدیم طرز کی قبروں پر ایک گول ستون نما کتبہ بھی ہوتا ہے جس کے اوپر صاحب قبر کی حیثیت کے مطابق کوئی علامت ہوتی ہے...... عالم کی علامت الگ ہے شیخ طریقت کی الگ' بادشاہوں کی الگ' عمائدین کی الگ' تجار کی الگ' علی ہذا القیاس.......... مگر کہا جاتا ہے کہ اللہ کے حضور پہنچ کر تو سب برابر ہی ہوجاتے ہیں کیا شاہ وکیا گدا...........

بندہ وصاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے ...... تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

یہ اقبال کا خیال ہے مگر ہم نے مشاہدہ کیا کہ مرنے کے بعد بھی سبھی ایک ہوئے سے مراد ایک جیسے ہوئے سمجھا جائے تو یہ صحیح نہیں .... بہت سے لوگ قبروں میں جنت کے نظاروں میں گم ہوتے ہیں تو بہت سوں کو عذاب ہورہا ہوتا ہے...... اکثر کے بدن گل سڑ جاتے ہیں تو بعض کے سلامت بھی رہتے ہیں...........

یہاں سے فارغ ہوکر ہم پھر سلطان ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے پاس پہنچے اور ہم نے ناشتہ کیا .... بعدازاں شہر کی ایک اور مشہور جگہ .... منی ترک (Mini Turk)...... دیکھنے گئے' یہ واقعی منی ترک (Mini Turk) ہے اس میں ترکی میں مختلف شہروں میں موجود تاریخی آثار کے نقش اس طرح بنائے گئے ہیں کہ جس طرح ہمارے ہاں کوئی عمارت بنانے سے قبل اس کا ریپلیکا (اکلیشا) تیار کیا جاتا ہے...... ان نقوش سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے اصل عمارت کو اٹھا کر یہاں چھوٹا کرکے رکھ دیا گیا ہے...... منی ترک دیکھنے کے بعد گویا پورے ترکی کی ایک سیر ہوجاتی ہے...... اسی کے ساتھ ہی پینوراما سینٹر ہے جس میں ترکی کی ترقی کی داستان تصویری صورت میں رقم ہے...... بارش ہورہی ہے' ہم بھیگ رہے ہیں سردی بھی بڑھ رہی ہے مگر تاریخی آثار دیکھنے میں مگن ہیں یہاں ہر ریپلیکا کے ساتھ ایک مشین لگی ہے جس پر آپ اپنا وہ پاس (جو یہاں کا انٹری پاس یا انٹری ٹکٹ ہے) اگر لگائیں (پچ کریں) تو یہ عربی ترکی اور انگریزی میں سے آپ کے حسب خواہش کسی ایک زبان میں اس عمارت کے بارے میں بتائے گی جس کے سامنے آپ کھڑے ہیں، اور وہ یہاں موجود ہے......

سلطان محمد فاتح کی مسجد اور مزار

ظہر کی نماز کے لئے ہم سلطان محمد فاتح کی مسجد گئے جہاں مزار سلطان محمد فاتح کی زیارت کی جو اس مسجد کی محراب والی سمت میں واقع ہے...... یہ فاتح ترکی کا مزار ہے......ظہر کی نماز سے پہلے خطابات ہو رہے تھے......ہم نے مناسب خیال کیا کہ اس عرصہ میں ہم کچھ اور کام نمٹا لیں چنانچہ باہر نکلے تو دوستوں کا خیال ہوا کہ کھانا کھالیا جائے' چنانچہ ایک لبنانی ہوٹل میں کھانا کھایا......اور پھر الشیخ اسامہ الرفاعی سے ان کے مکتب (رابطہ علماء الشام) میں ملاقات کی......اس کے بعد پھر مسجد سلطان فاتح جانا ہوا جہاں قبل از ظہر سے ایک پروگرام چل رہا تھا جو عصر تک جاری رہا...... یہ پروگرام جلسہ تقسیم اجازات (اسناد) تھا کیونکہ اس مسجد سے ملحق مدرسہ میں پندرہ بچوں نے قرآن مکمل حفظ کیا ہے...... اس مسجد سے ملحق مدرسہ شیخ کمال آفندی کے زیر سرپرستی چل رہا ہے اور وہ طیب اردگان کے استاذِ قرآن بھی ہیں......ہم نے مسجد سلطان فاتح میں نماز عصر باجماعت ادا کی......

مسجد میں نماز کے بعد یہاں کے علماء میں سے الشیخ کمال آفندی مرید وتلمیذ الشیخ محمود آفندی' اور محترم جناب الشیخ امین سراج حنفی نقشبندی' (جو کہ مرید ہیں الشیخ علی حیدر کے اور شاگرد ہیں الشیخ مصطفیٰ صبری اور الشیخ زاہد الکوثری کے) سے ملاقات ہوگئی......دونوں حضرات یہاں کے بزرگ علماء میں شمار ہوتے ہیں......رات کو ہم نے عشاء کی نماز مسجد الفاتح میں ادا کی اور وہاں سے شیخ احمد" کا خیار" کے ساتھ ہم شیخ عمر کے ہاں گئے جنہوں نے شام کے کھانے کی ہمیں دعوت دی تھی...... یہ صوفی المشرب عالم ہیں ان کے ہاں یہاں یونیورسٹی کے بعض دیگر اساتذہ سے بھی ملاقات ہوئی...... ان کے ساتھ ملاقات میں ایک خاص روحانی ذوق محسوس ہوا......کم گو ہیں مگر علم کے ذریعہ بولتے ہیں تو خوب گفتگو کرتے ہیں ان کے یہاں دو گھنٹے تک مختلف امور پر علمی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا......انہوں نے صحیح مسلم کا ایک ایسا مطبوعہ نسخہ بھی دکھایا جو حال ہی میں مراکش سے شائع ہوا ہے اور یہ ابن بطوطہ کے نقل کردہ نسخے سے لیا گیا ہے...... یہاں کے علماء کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ علم میں بولتے ہیں، کتابوں کی بات کرتے ہیں، علمی موضوعات ومسائل پر اظہار خیال کرتے ہیں، اور کوئی نئی کتاب ان کی نظر سے گزری ہو یا کسی کتاب کا کوئی اہم باب انہیں دستیاب ہوگیا ہو جس میں کوئی خاص بات ہو تو اس کی کاپیاں ملاقاتی علماء واحباب کو فراہم کرتے ہیں، ہمارے ہاں عجیب ٹرینڈ ہے

کہ علماء کی ملاقات میں سیاسی امور پر بات ہوتی ہے، دنیا کے دیگر معاملات زیر بحث آتے ہیں، علماء اور دین دار طبقہ کی غیبتیں ہوتی ہیں اور چائے کی پیالی پر بننے والے بخارات میں گفتگو تحلیل ہوتی رہتی ہے اور دس پندرہ منٹ کے بعد کوئی علمی بات باقی نہیں ہوتی ،تو شہر کی صورت حال ، گاڑیوں اور بنگلوں کے بھاؤ تاؤ، اوراسی طرح کی اور گفتگو ہونے لگتی ہے.....شاید ہمارا تجزیہ نادرست ہومگر تجربہ اورمشاہدہ یہی ہے......

دوسرے روز صبح سویرے ہم نے قریبی مطعم پر ناشتہ کیا۔ پھر ہم سلطان احمد کے علاقہ میں واقع تاریخی توپ کاپی میوزیم دیکھنے گئے......

توپ کاپی میوزیم کے تبرکات کی زیارت

اس میوزیم میں بہت سے تبرکات ہیں جو حضور ﷺ سے اور بعض دیگر انبیاء سے منسوب ہیں ......مثلا عصائے موسوی، عمامہء سیدنا یوسف علیہ السلام پیالہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، برتن حضرت یحیٰ علیہ السلام، تلواریں رسول اللہ ﷺ کی، حضور کے دندان مبارک، آپ کی زلفوں کے گوشے، آپ کی لحیہ مبارکہ کے چند موئے مبارک......کعبۃ اللہ کا میزاب، کعبے کی مختلف ادوار کی چابیاں، حجر اسود کے اوپر لگا ہوا سونے کا خول، جہاں اب چاندی کا لگا ہوا ہے۔ کعبہ کے غلاف کے حصے، اور صحابہ کرام خصوصا خلفائے اربعہ کی تلواریں، نیزے بھالے، تیر اور زرہیں وغیرہ......اس کے علاوہ بہت سی تاریخی اشیاء......سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لباس (فراق) اور حضرت امام حسین کا ایک کرتہ......ترکوں کے احترام مقدسات کا پتہ دیتے ہیں..........

اس کے بعد ہم توپ کاپی کے دیگر گوشوں میں گئے......پھر ایا صوفیہ دیکھنے نکلے......اس کے ساتھ ہی مسجد سلطان احمد کی زیارت کی..........اور پھر میرا ساتھی فارس چونکہ تھک چکا تھا اور نیند بھی اسے غالبا تنگ کررہی تھی اس لئے وہ مزید کہیں لے جانے کے لئے تیار نہ ہوا اور اس نے یہ کہ کر معذرت کرلی کہ اب شہر میں اور کوئی جگہ آپ کے دیکھنے کی باقی نہیں رہی......اصرار کے باوجود وہ یہی کہتا رہا کہ واپس چلتے ہیں آپ بھی کافی تھکے ہوئے ہیں چل کر کچھ آرام کرلیں پھر تین بجے ہم نے شیخ فرفور کی طرف جانا ہے......چنانچہ ہم واپس آگئے اور ظہر کی نماز ادا کی اور عصر کی تیاری میں تھے کہ شیخ کا خیار آگئے اور انہوں نے سیندوچز سے ہماری تواضع کی......پھر گپ شپ ہوتی رہی اور یہ طے پایا کہ ابھی

کچھ دیر آرام کرلیا جائے اور پانچ بجے شیخ شہاب الدین فرفور کی طرف چلیں گے......

ترک ایشیاء کی سیر

شام کو ہم استاذ شہاب الدین فرفور سے ملنے کے لئے ترکی کے اس حصہ میں گئے جسے ایشیا کہا جاتا ہے...... یہاں ویسے تو آبنائے باسفورس پر ایک پل ہے جو ترکی کے دونوں حصوں یعنی ایشیا اور یورپ کو ملاتا ہے، لیکن ہم یورپ سے ایشیا جانے کے لئے فاسٹ ٹرین سے گئے جو سمندر کے اندر راستہ بنا کر چلائی گئی ہے اور پانی کے نیچے چلتی ہے......اوپر سے جہاز اور کشتیاں گزرتی رہتی ہیں اور پل کے ذریعہ باقی ٹریفک رواں دواں رہتا ہے......

شیخ شہاب الدین فرفور سے ہمارے پچیس سال پرانے تعلقات ہیں جب وہ کراچی میں پڑھنے آئے تھے اور پھر کچھ عرصہ وہ پی ایچ ڈی کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم رہے اور انہوں نے جامعہ منہاج القرآن میں ایک عرصہ گزارا ......ان کے برادرکبیر جناب شیخ حسام الدین فرفور سے بھی ہماری ملاقات کراچی میں ہوئی جب وہ پاکستان تشریف لائے ہم نے ان کے والدگرامی شیخ صالح فرفور کی زیارت شام میں کی تھی......

شیخ شہاب ان دنوں مرمرا یونیورسٹی میں استاذ ہیں ......ان سے ہماری ملاقات یونیورسٹی ہی میں ہوئی جہاں ہم نے مغرب کی نماز باجماعت ادا کی......پھر ان کے ساتھ ایک ہوٹل میں عشاء (Dinner) کیا۔وہ پاکستان کے اکثر علماء ومدارس سے واقف ہیں اور دیر تک انہی کے بارے میں اپنے قیام پاکستان کے بارے میں اور دیگر علمی مصروفیات کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔اس دوران انہوں نے شام لبنان اورترکی سے شائع ہونے والی متعدد کتب کا تذکرہ کیا، جن کے ہم نے نام بھی نہ سن رکھے تھے۔اورسبب؟ یہ کہ یہ کتب پاکستان آئی نہیں کہ یہاں ان کے خریدار اور قدردان خال خال ہیں............

ایشیا سے ہماری یورپ واپسی بحری جہاز کے ذریعہ ہوئی اور ہم نے اس طرح آبنائے باسفورس کو زیر آب اورفوق آب عبور کیا......رات ہی کو ہمیں ہمارے دوستوں نے الوداع کیا کیونکہ صبح صبح مجھے انقرہ کے لئے روانہ ہونا ہے......

اللہ کی شان ....نہ جان نہ پہچان ہم تیرے میزبان

شیخ فارس شامی نے مجھے صبح بس ٹرمینل پہنچایا اور وہاں سات بجے کی بس سے انقرہ کے لئے روانگی ہوگئی......۴۵ ترکی لیرا کرایہ ادا کر کے ہم نے میٹرو کا ٹکٹ خریدا میٹرو یہاں ایسے ہی ہے جیسے پاکستان کی ڈائیوو سروس......

سڑکیں بہت اچھی ہیں بس کو ایک سو بیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی..........راستے میں زیادہ تر پہاڑیاں ہیں جن پر درخت اسی طرح ہیں جیسے ہمارے مری کے علاقہ میں ......بعض مقامات پر سڑک کے دونوں کناروں پر برف دیکھنے میں آئی جگہ جگہ پہاڑیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں......خوبصورت منظر دیکھ کر اللہ کی قدرت پر رشک آتا تھا...... چھ گھنٹے میں بس نے ہمیں انقرہ پہنچا دیا راستے میں صرف دو جگہ اس نے اسٹاپ کیا ایک جگہ سے سواریاں لیں اور دوسری جگہ کھانے کے لئے بس رکی...... چنانچہ ہم نے بھی دیگر مسافروں کی طرح دوپہر کا کھانا کھایا اور بائیس لیرا قیمت ادا کی......ابھی ہماری بس راستے ہی میں تھی کہ ایک انجان شخص کا فون آیا جس نے اپنا نام فرقان بتایا یہ ترکی تھا مگر عربی بول رہا تھا......اس نے کہا......آپ دکتور نور احمد شاہتاز ہیں......ہم نے کہا ہاں......کہا آپ کی بس اب سے نصف گھنٹہ بعد انشاء اللہ انقرہ پہنچ جائے گی یہاں ہم بس ٹرمینل پر آپ کے منتظر ہیں ....ہم نے کہا جناب مگر آپ ہیں کون ؟ کہا ہمیں ہمارے شیخ نے حکم دیا ہے کہ آپ کا استقبال کریں اور پھر آپ کو شیخ کی خدمت میں لے چلیں......ہمارے شیخ ایک نقشبندی قادری عالم ہیں ترک ہیں اور انقرہ ہی میں آپ کی خانقاہ ہے......سبحان اللہ' نہ جان نہ پہچان ہم تیرے میزبان..........ہم نے اسے (ھذا) من فضل ربی تصور کیا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا تصرف۔

انقرہ میں ہمارا ورود......اللہ کے ولی کی خدمت میں

انقرہ بس ٹرمینل پر ہمیں محمد فرقان محمد یسین اور فرقان احمد نے وصول کیا......محمد فرقان اور محمد یاسین بھائی ہیں اور دوسرے فرقان ان کے دوست ہیں ...... یہ نوجوان ہمیں دوپہر کا کھانا کھلانا چاہتے تھے اور ہمارے انتظار میں انہوں نے کھانا نہیں کھایا تھا جبکہ ہم راستے میں کھا کر آئے تھے......چنانچہ ان کے ساتھ یہاں کی معروف روحانی شخصیت شیخ حاجی بیرام رحمۃ اللہ علیہ کے مزار

شریف کی زیارت کی جو سلطان محمد فاتح کے والد شیخ مراد کے شیخ اور سلطان فاتح کے استاذ ہیں ......انقرہ کے عظیم فقیہ و محدث گزرے ہیں ان کا زمانہ ۱۳۵۲ سے ۱۴۳۰ ہجری کا زمانہ ہے۔ترکی کے شہر انقرہ کے قریب ایک چھوٹی سی بستی میں پیدا ہوئے شیخ حمید حمید الدین ولی سے بیعت ہوئے اور تصوف کی منازل طے کیں۔ترکی کے شہر برسا میں قیام کیا جو صوفیاء کا اس زمانہ میں مرکز تھا۔حاجی بیرام کا اصل نام نعمان تھا مگر قربان بابا سے ملاقات کے بعد نام تبدیل کرلیا......اور اپنے مرشد کے وصال کے بعد بیرامی سلسلہ جاری کیا......جب اس سلسلہ میں مریدین کی تعداد بڑھی تو مقامی حکمرانوں کو خطرات لاحق ہونے لگے...... چنانچہ آپ نے سلطان مراد دوم سے رابطہ کیا جس نے آپ کو عثمانی دارالخلافہ میں بلالیا اس طرح آپ نے اپنی بقیہ زندگی انقرہ میں بسر کی اور یہیں آپ کا مزار بنا......انقرہ کے لوگ بڑی عقیدت سے زیارت کو آتے ہیں مزار سے ملحق ایک خوبصورت جامع مسجد تعمیر کی گئی ہے......ہم نے اسی مسجد میں دوگانہ مسجد اور ظہر ادا کی......ان کے بارے میں بتایا گیا کہ جب سلطان محمد فاتح کا والد سلطان مراد قسطنطنیہ کو فتح کرنے کا ارادہ کررہا تھا تو اس نے شیخ سے مشورہ لیا...... شیخ نے کشف سے فرمایا کہ یہ فتح تمہارے مقدر میں نہیں البتہ سلطان کے بیٹے محمد کی جانب دیکھتے ہوئے کہا کہ یہ اسے فتح کرے گا اور ہم اور آپ اسے فتح کرتے ہوئے دیکھیں گے ......چنانچہ بہت جلد فراست کے مالک بادشاہ نے خود کو سلطنت سے دستبردار کرکے بیٹے کو حکومت سونپ دی تاکہ جلد قسطنطنیہ فتح ہوجائے ......اللہ نے فتح دی ...... بیٹے نے کہا اب آپ دوبارہ بادشاہ بن جائیں ......مگر بوڑھا سلطان مراد اس کے لئے تیار نہ ہوا......اور فتح قسطنطنیہ کے بعد کوسوو کی جنگ میں شہادت پائی...... یہاں سے فارغ ہوکر ہم نے انقرہ کا معروف قلعہ دیکھا جو رومن امپائر کے دور کا ہے......

ازاں بعد ہم باغ لوم ایریا میں ایک اور مرد درویش جناب یعقوب خراسانی کے مزار پر گئے اور شیخ عبدالکریم آرواسی نقشبندی (۱۸۶۵......۱۹۴۳) کے مزار کی زیارت کی...... یہ یہاں کے بزرگ علماء میں شمار ہوتے ہیں......عصر کی نماز کے بعد ہم نے ......شیخ عبداللہ نقشی قادری سے ملاقات کی اس ملاقات کا حال انشاء اللہ ہم اگلی نشست میں بیان کریں گے کیونکہ فی الحال ہم ترکی کے دارالحکومت انقرہ میں گھوم پھر رہے ہیں......

قلعہء انقرہ

انقرہ استانبول سے ۴۵۴ کلومیٹر یعنی ۲۸۲ میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ ہمارا انقرہ جانے کا ارادہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ یہ ترکی کا موجودہ دارالحکومت ہے اس لئے اسے دیکھنا چاہئے......ورنہ دلچسپی کی کوئی خاص شئے پیش نظر نہ تھی............

انقرہ کا معروف قلعہ حصار (The Citadel) تین ہزار سال پرانا ہے اس قلعہ کی دیواریں بہت ہی چوڑی (موٹی) ہیں......اور مضبوط پتھروں کی بنی ہوئی ہیں...... بیزنطینی سلطنت روما نے اسے اہمیت کا حامل بنادیا یہ اس سلطنت کا ایک قدیم معماری و دفاعی شاہکار ہے......قلعہ میں اب بھی ایک چھوٹا سا گاؤں آباد ہے جس کے باشندے انقرہ کے کیپیٹل بن جانے کے برسوں بعد تک آج بھی اسی طرح دیہاتی بودوباش اختیار کئے ہوئے ہیں جو اناطولیہ کے اس قدیم شہر کی قدامت پسندی وسادگی کے غماز ہیں......مسلمانوں کی فتوحات نے جب سلطنت روما کے اس عظیم قلعہ کو فتح کرکے اسلامی جھنڈا لہرایا تو یہاں مسجد تعمیر کی......چنانچہ سلطان علاء الدین جامع کے نام سے ایک مسجد قلعہ کے اندر موجود ہے......جو ۱۱۷۸ء میں تعمیر کی گئی۔قلعہ میں جس گیٹ سے داخل ہوتے ہیں اسے فنگر گیٹ کہا جاتا ہے جس کی توجیہ وہاں کوئی نہ بتا سکا......اس گیٹ کو کلاک گیٹ بھی کہا جاتا ہے کہ اس پر ایک بہت بڑا کلاک نصب ہے......ہم قلعہ کی بلند و بالا عمارت کے سب سے اوپر والے حصہ تک جانے میں کامیاب ہوگئے اور وہاں سے پورا شہر آپ کو اپنے قدموں میں نظر آتا ہے......قلعہ میں قدیم تاریخی آثار اب صرف اینٹوں پتھروں ہی کی صورت میں باقی ہیں اور شہر کے لوگ سیروتفریح کے لئے یہاں آجاتے ہیں تاہم یوروپی سیاحوں کے لئے آج بھی اس میں کشش ہے......

قلعہ جاتے ہوئے راستہ میں اناطولی ثقافت کے آثار لئے ہوئے ایک میوزیم ہے مگر میوزیم وزٹ کرنے کا وقت ہمارے پاس نہیں تھا سو ہم اس میں داخل نہیں ہوئے۔اس کا نام Museum of anatolian civilization ہے۔یہ الوس اسکوائر (Ulus square) پر ہے۔ اس کا ایڈریس یہ ہے......

Museum of Anatolian Civilisations(Anadolu Medeniyetleri Müzesi) Go"zcü Sokak No: 2 (map) 06240 Ulus, ANKARA, Turkey Tel: +90 (312) 324 31 60, –61, –65 Fax: +90 (312) 311 28 39 anmedmuz@ttnet.net.tr

☆علیك بالمشیي والریاضة واجتنب الكسل والخمول واهجر الفراغ والبطالة.☆

ہر میوزیم کی طرح اس میں بھی ہر طرح کے گھوگھوگھوڑے موجود ہیں...... جو اس شہر (انقرہ) اور اس خطہ (اناطولیہ) کی تاریخ بیان کرتے ہیں واضح ہو کہ ترکی دو اہم حصوں پر مشتمل ہے ایک حصہ اناطولیہ ہے جو کہ ایشائے کوچک کہلاتا ہے اسی میں انقرہ ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ قدیم بازنطین ہے جو بعد ازاں قسطنطین بادشاہ کے فتح کرنے سے اس کے نام سے قسطنطنیہ کہلایا......قدیم قسطنطنیہ ہی استانبول ہے یہیں اصحاب کہف کا واقعہ رونما ہوا ۳۳۰ عیسوی میں قسطنطین نے عیسائی مذہب کو سرکاری مذہب کا درجہ دے دیا ......اور اس طرح یہ علاقہ رومی (عیسائی) سلطنت...... کا اہم مرکز ودارالحکومت قرار پایا...... قسطنطین کے بعد ڈیسیس (Decius) دقیانوس برسراقتدار آیا تو اس نے عیسائیت کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کا فیصلہ کیا اور پوری سلطنت روما میں قدیم بت پرستی کے مذہب کو زندہ کیا ......ایسے میں ایشائے کوچک کی بستی افسیس پر بھی اس نے شب خوں مارا اور عیسائیوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کروانا شروع کیا تو چند نوجوان اس کے شر سے بچنے کے لئے فرار ہو کر قریب کے کسی پہاڑ کی غار میں پناہ گزیں ہوگئے ......اسی غار کو اصحاب کہف کا غار کہا جاتا ہے......(اگرچہ اصحاب کہف کے غار کے بارے میں مختلف دعوے اور مختلف روایات ہیں) ایک سو ستاسی برس بعد ڈیسیس کا چراغ گل ہوا اور پھر ایک انقلاب نے امید کی نئی کرن روشن کی ......دوسو سال کے شکست وریخت کے عرصہ میں اصحاب کہف محو آرام رہے جب آنکھ کھلی بھوک لگی اور شہر کا رخ کیا تو نقشہ ہی بدلا ہوا تھا..........(واقعہ کی تفصیلات کے لئے دیکھئے تفسیر ضیاء القرآن سورہ الکہف)

ایشائے کوچک کا انگورا شہر اور آج کا انقرہ ساڑھے چار ملین یا پانچ لاکھ کے قریب نفوس پر مشتمل تاریخی اعتبار سے بہت قدیم ہے اور اس کے نام میں بھی مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں واقع ہوتی رہی ہیں......کبھی جب اسکندر مقدونی نے یہاں سے گزرتے ہوئے اسے فتح کیا اور کچھ عرصہ یہاں قیام کیا تب اس کا نام انکورہ تھا' ......لاطینی زبان میں اسے انکیرا اور انقیرا کہا گیا......عباسی دور میں اسے عموریہ کے نام سے یاد کیا گیا......اور ترکوں نے عثمانی دور سے ہی اسے انقرہ قرار دیا..........قلعہ کو یوں ویران سا دیکھ کر دل نے کہا......کم من قریۃ اھلکنا ھا..................کا قول کتنا سچا ہے......کبھی اس قلعہ میں رعب دبدبوں کا عروج رہا ہوگا اور یہاں کوئی چڑیا بھی پر نہ مار سکتی ہوگی اور آج..........ھی خاویۃ علی عروشھا کا منظر پیش کر رہا ہے..........

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

شیخ عبداللہ نقشی سے ملاقات

قلعہ کی سیر اور شہر کی دیگر تاریخی عمارتیں وغیرہ دیکھنے کے بعد ہم شیخ عبداللہ نقشی کے اوقاف میں پہنچے...... یہاں ان کی خانقاہ بھی ہے اور مدرسہ و اسکول و ہاسٹل بھی...... گویا یہ ان کا ہیڈ کوارٹر ہے............... یہاں لوگ سنی حنفی ماتریدی اور سلاسل نقشبندیہ و قادریہ سے منسلک ہیں۔

شیخ عبداللہ نقشی قادری ترکی الاصل ہیں مگر تھوڑی بہت عربی جانتے ہیں بالکل ہمارے بعض علماء کی طرح کہ سمجھ لیتے ہیں بول نہیں پاتے بولیں بھی تو ایک آدھ جملے کے بعد تکلف محسوس کرنے لگتے ہیں ......اور مترجم کا سہارا لینا چاہتے ہیں ......اور پھر مترجم کے رحم وکرم پر ہوتا ہے کہ وہ کونسی بات کس طرح ترجمہ کر کے بتاتا ہے ...... یہاں ہمیں فی البدیہہ ترجمہ کے حوالہ سے ایک منظر یاد آ رہا ہے ......حضرت احمد عطاس مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ طریقت حضرت بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وملاقات کو گولڑہ شریف' تشریف لائے ہوئے تھے اور انہیں خادمانِ آستانہ ولنگر مختلف گوشوں کا وزٹ کرا رہے تھے چلتے چلتے لنگر خانہ کے مویشی خانہ میں پہنچ گئے بیلوں میں ایک نہایت خوبصورت بیل بندھا تھا مدنی صاحب نے اس کی نسل کے بارے میں غالباً کوئی سوال کیا ہوگا کہ مترجم نے برجستہ کہا...... **نعم هذا دانڈ یاسیدی** ......

ہمارا مترجم کب ایسا ہی کوئی شگوفہ چھوڑ دے گا ہم ہمہ تن گوش تھے' شیخ عبداللہ نقشی پچاس پچپن سے زیادہ عمر کے نہ تھے ......چاق وچوبند' ہلکی سی سفید داڑھی سر پہ ایک ان بندھا سا سفید عمامہ......جوان کی درویشی کا پتہ دے رہا تھا......البتہ اپنے آفس میں بڑی میز کے اس جانب بیٹھے خوبصورت لگ رہے تھے ہاتھ میں ایک کالے رنگ کی تسبیح بھی تھی......گفتگو بڑی شائستہ سنجیدہ اور الفاظ سیدھے سادے اور محبت بھرے......انہوں نے پاکستان میں سلاسلِ صوفیاء کے بارے میں دریافت کیا اور ہم نے ان سے ان کے سلسلہ کے متعلق پوچھا......معلوم ہوا کہ ہند و پاک کے صوفیاء کے اسماء سے ناواقف ہیں مگر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و قادریہ کے اوپر کے بزرگوں کو اس لئے جانتے ہیں کہ وظائف میں ان کے شجرے شامل ہیں ......پھر شیخ نے ذکر کی بات کی کہ ترکی میں سلسلہ قادریہ میں ذکر بالجہر ہوتا ہے اور نقشبندیہ میں سری و جہری دونوں طرح ہوتا ہے۔ بزرگان دین کی کتب تصوف پر بات ہوئی' تو انہوں نے امام ابوالحسن قشیری کے رسالہ قشیریہ کا ذکر فرمایا اور غنیۃ الطالبین وفتوح الغیب

کی بات کی جو حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی سے منسوب ہیں ......مغرب ہوچکی تھی اور دونوں نوجوان فرقان اور اس کا دوست جانا چاہتے تھے مگر شیخ نے اجازت نہ دی اور کہا کہ کھانا کھا کر جایئے گا...... چنانچہ تیس منٹ مزید بات چیت کی نذر ہوگئے شیخ نے پاکستان کے نظام تصوف میں گہری دلچسپی لی اور پاکستان کو ایک صوفی ملک یا صوفیاء کا پیروکار ملک قرار دیا......دیگر ترک علماء مشائخ کی طرح انہیں بھی پاکستانیوں سے محبت کرنے والا پایا......حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی انہیں عقیدت تھی جوان کی گفتگو سے چھلکتی تھی......عراق کا وہ بارہا سفر کر چکے تھے......علاوہ ازیں شام و اردن بھی جاچکے تھے ان کے مریدین کی بڑی تعداد افریقی اور وسط ایشیائی ریاستوں میں ہے ......شام کے کھانے میں ترکی طرز کی (سبزی والی) بریانی اور دیگر ماکولات کا انتظام تھا......کھانے کے بعد شیخ ذرا دیر کو اپنے دیوان خانہ خاص میں تشریف لے گئے ......اور ہمیں مریدوں سے بات چیت کے لئے موقع دیا......ان میں سے بعض اچھی عربی بولتے تھے اسی مبارک زبان کے توسط سے ان سے گفتگو رہی...... یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ترکی میں بچوں اور بچیوں کے اکثر نام پاکستانی ناموں سے ملتے جلتے ہیں ۔پھر ان کے ایک اور خادم آ گئے اور کہا آپ کو ہم اپنا یہ ادارہ وزٹ کرانا چاہتے ہیں ......

ہم خوش ہوئے ہم چل دیے مقصود تھی رب کی رضا......

چار منزلہ عمارت جو کراچی کے دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کی عمارت کے مشابہ مگر ذرا کشادہ تھی ......اور نئی بھی......اس میں طلبہ وسالکین کی رہائش گاہیں بھی تھیں اور کلاس رومز بھی۔اس میں ایک منزل آنے جانے والے مہمانوں اور خاص مریدین کے لئے بطور اسپیشل ہوسٹل وقف تھا......لنگر خانے کی صفائی ستھرائی دیکھ کر بہت دل خوش ہوا......ایک منزل پر سیکریٹریٹ اور تمام دفاتر تھے اور اسی منزل پر شیخ کا مکتب بھی اور مکتبہ بھی تھا......خودکار لفٹ کے نظام نے اوپر نیچے جانے آنے میں جو سہولت پیدا کی اس پر ہم اللہ کے شکرگزار ہوئے کہ سفر کے بعد اوردن بھر کی سیر کی تھکاوٹ کے بعد ہمیں سیڑھیاں چڑھنا پڑتیں تو بہت دشواری ہوتی......

عشاء سے قبل ہی ان کے خلیفہ ومرید شیخ سیف اللہ نے بتایا کہ شیخ کی خواہش ہے کہ رات کو آپ یہاں ادارے میں (ہوسٹل میں) ٹھہرنے کی بجائے شیخ کے گھر پر قیام کریں......ہمارے پاس ان کی اس پیش کش کو ٹھکرانے کا کوئی معقول جواز نہیں تھا پھر دوسرے خلیفہ نے آ کر کہا شیخ کی قیام گاہ پر آپ

کے لئے ٹھہرنے کا انتظام کر دیا گیا ہے ...... آپ کا بیگ وہاں پہنچ چکا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں آپ شیخ کی گاڑی میں ان کی معیت میں ان کی قیام گاہ تشریف لے چلیں گے............ چنانچہ رات ہم نے شیخ کی قیام گاہ پر جو کہ ان کے ادارے سے خاصے فاصلے پر تھی ...... قیام کیا عشاء کی نماز ان کے دولت کدہ سے منسلک مسجد میں ان کی امامت میں ادا کی...... شیخ نے اپنے ایک مریدِ خاص شیخ عمر کو ہماری دیکھ بھال (خدمت) پر مامور کیا...... وہ تھوڑی دیر میں ایک صینی میں دودھ اور قہوہ لے آئے ......کہامولانا الجو بارد......**فاحسن لو تشربون من هذا ولو قليلا** ....(سردی ہے' آپ ان میں سے کچھ ضرور نوش فرمائیں اگرچہ تھوڑا ہی ہو)

شیخ عمر کوئی پچیس سال کے نوجوان ہیں اور نعت بہت ہی خوبصورت پڑھتے ہیں ...... ہم نے ان سے ان کے احوال بھی معلوم کئے ...... ایک اسکول میں پڑھاتے ہیں شام کو شیخ کی خدمت میں آجاتے ہیں ...... امیر کبیر شیخ کے جس کمرے میں اس غریب کو ربِ کریم وقدیر کے فضل سے جگہ ملی وہ بہت سجا سجایا کمرہ تھا۔ کیا نرم اور خوبصورت بستر تھے اور کیا عمدہ پشمینے کی چادریں ان پر پڑی تھیں...... کمبل اور روئی رضائی الگ پائنتی میں رکھی تھی ...... واش روم تو بہت ہی خوبصورت اور مزین تھا ......ہم بوریہ نشین زمین پر سونے کے عادی ہیں ...... چنانچہ سردی کے باعث عمر نے جلد دروازہ بند اور واٹر ہیٹر آن کر دیا۔ عمر اور شیخ عبداللہ اپنے بالا خانے میں چلے گئے' ان کے اپنے کمرے میں تشریف لے جانے کے بعد ہم نے ایک چادر کھینچی اسے دہرا کیا اور زمین پر بچھے ترکی قالین پر بچھا کر تکیہ رکھا اور دراز ہو گئے ...... لیٹے لیٹے ہم سوچتے رہے مالک الملک ...... نہ کوئی رشتہ وتعلق ہے نہ جان نہ پہچان ......اور یہ کیسی ناز برداریاں ہو رہی ہیں ......دل نے کہا اسلام کا رشتہ ایسا مضبوط رشتہ ہے کہ اجنبیت کو ختم کر کے اپنائیت کو جنم دیتا ہے ...... پھر اس پر مستزاد اہلِ تصوف سے تعلق ہے جو یہاں تک لے آیا ...... مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ استانبول ہی سے کسی تصرف کے نتیجہ میں ہو رہا تھا ...... خواہ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ہو یا کسی اور بزرگ کا .... ہماری آؤ بھگت ہماری وجہ سے نہیں ہو رہی تھی کہ ہماری تو اوقات ہی کیا ہے؟ مگر یہ سب عنایات ونوازشات بزرگانِ سلسلہ کے آپس کے تعلقات کے سبب متشکل ہو کر سامنے آ رہی تھیں...... ذلک فضل اللہ یعطیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم .... جاری ہے۔

☆مامضی فات وما ذھب مات فلا تفکر فیما مضی فقد ذھب وانقضی.☆